13718- پھینکے ہوئے نومولودلاوارث بچے کے احکام

سوال

اگر کسی کولاوارث بچہ ملے توکیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

گمشدہ لاوارث بچے کے احکام کا لقطہ یعنی گمشدہ اشیاء کے احکام سے بہت بڑا تعلق ہے ، اس لیے کہ لقطہ گمشدہ اموال کے ساتھ خاص ہے اورلقیط گمشدہ انسان کوکہا جاتا ہے ، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی احکام زندگی کی ضروریات اوراس کے ہر مفید شعبے کوشامل ہیں ۔

دنیا تویتیموں اورلاوارث بچوں اوربوڑھے لوگوں کی دیکھ بھال اورپرورش اورپناہ گزین کیمپوں سے آج متعارف ہورہی ہے ، لیکن اسلام نے توآج سے چودہ سوبرس قبل ہی اس سے بھی زیادہ اس کی طرف توجہ دلائی اوراس کے احکام بتائے جن میں لقیط یعنی لاوارث پھینکے ہوئے یاپھر اپنے والدین سے گمشدہ بچے کی دیکھ بھال شامل ہے ان دونوں حالتوں میں بچے کے نسب کا کوئی علم نہیں ہوتا ۔

لھذا ہر اس شخص پرجوبھی کسی لاوارث بچے کوپائے واجب ہے کہ وہ اسے حاصل کرے اوراس کی دیکھ بھال اورپرورش کرے یہ دیکھ بھال فرض کفایہ ہے کچھ لوگوں کے کرنے سے باقی سے گناہ ساقط ہوجاتا ہے ، لیکن اگر سب ہی اسے ترک کردیں اور کوئی بھی اس بچے کوامکان ہونے کے باوجودنہ حاصل کرے توسب گنہگار ہونگے ۔

اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور نیکی وبھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو}.

تواس آیت کا عموم لقیط یعنی گمشدہ بچے کولینے پردلالت کررہا ہے ، اس لیے کہ یہ بھی خیر وبھلائی پرتعاون ہے ، اورپھر اس بچے کولینے میں ایک جان کوزندہ کرنا اورجان بچانا ہے اس لیے ایسا کرنا واجب ہے جس طرح ضرورت کے وقت اسے کھانا کھلانا اورغرق ہونے سے بچانا واجب ہے اسی طرح اسے اٹھانا اورحاصل کرنا بھی واجب ہے ۔

لقیط یعنی گمشدہ لاوارث بچہ سب احکام میں آزاد ہے اس لیے کہ اصل چیز تو آزادی ہے اور غلامی تو ایک عارضی چیز ہے اس لیے اگر علم نہ ہو سکے تو غلام نہیں بلکہ وہ آزاد ہوگا ۔

اور جو مال اور رقم وغیرہ اس کے ساتھ ہو یا اس کے ارد گرد سے ملے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے وہ اس کی ملکیت ہوگی ، اور اس لیے کہ اس کا ہاتھ اس پر ہے ایسے بچے کو اٹھانے والا احسن اور بہتر طریقے سے اس پر خرچ کرے کیونکہ اسے اس پر ولایت حاصل ہے ۔

لیکن اگر اس بچے کے ساتھ اسے کچھ بھی نہ ملے تو اس پر بیت المال سے خرچ کیا جائے گا اس لیے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے لاوارث بچہ اٹھانے والے کو کہا تھا :

(جاؤ وہ بچہ آزاد ہے اور اس کی ولاء تجھے حاصل ہے ، اور اس کا نفقہ اور خرچہ ہم پر ہوگا) یعنی اس کا خرچہ بیت المال سے ہوگا ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تھا :

(اس کی رضاعت ہمارے ذمہ ہے) یعنی رضاعت کا خرچہ بیت المال برداشت کرے گا ، لھذا اٹھانے والے پر نہ تو خرچہ واجب ہے اور نہ ہی اس کی رضاعت ، بلکہ یہ بیت المال پر واجب ہوگی ، لیکن اگر بیت المال نہ ہو تو مسلمانوں میں سے جسے علم ہو اس پر اس کا خرچہ واجب ہوگا ۔

اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور خیر و بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کیا کرو}. ۔

اور اس لیے بھی کہ اگر اس پر خرچہ نہ کیا جائے تو وہ ہلاک ہو جائے گا اور اس لیے بھی کہ اس پر خرچ کرنا خیر خواہی ہے جس طرح مہمان کی میزبانی کی جاتی ہے ۔

اور دینی لحاظ سے اس کا حکم یہ ہے کہ : اگر وہ دارالاسلام یا پھر ایسے کافر ملک میں جہاں پر اکثریت مسلمانوں کی ہو تو وہ بچہ مسلمان ہوگا اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے) ۔

اوراگروہ بچہ خالصتا کفار ملک میں پایا جائے یا پھر اس ملک میں مسلمانوں کی تعداد قلیل ہو تو ملک کے ماتحت وہ بچہ بھی کافر شمار ہوگا، اسے اٹھانے والا شخص اگر امانت دار ہو تو اس پر اس کی پرورش کی ذمہ داری ہوگی، کیونکہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ابوجمیلہ کے صالح ہونے کے علم ہونے پر لاوارث بچے کو ان کے پاس ہی رکھنے کا فیصلہ کیا اور فرمایا تھا :

(اس کی ولایت تجھے ہی ملے گی) اس لیے کہ اس نے اسے اٹھانے میں سبقت لی ہے اس لیے وہ ہی اس کا زیادہ حقدار ہے ۔

اورلاوارث بچے کو اٹھانے والا ہی اس بچے پر اس کے ساتھ پائے جانے والی رقم میں سے خرچ کرے گا اس لیے کہ وہ ہی اس کا ولی ہے اور خرچ کرنے میں معروف اوراحسن انداز اختیار کرنا ہوگا ۔

اوراگرلاوارث بچے کو اٹھانے والا پرورش کرنے کا اہل نہ ہو مثلا وہ کافر یا فاسق ہو اور بچہ مسلمان ہونے کی صورت میں بچہ اس کے پاس نہیں رہنے دیا جائے گا، اس لیے کہ کافر اورفاسق کی مسلمان پر ولایت قائم نہیں ہوسکتی، کیونکہ وہ بچے کو دین اسلام سے پھیر دے گا اوراسی طرح اگر بچے کو اٹھانے والا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والا خانہ بدوش ہو تو اس کے پاس بھی بچہ نہیں رہنے دیا جائے گا اس لیے کہ اس میں بچے کے لیے تکلیف اور تنگی ہے ۔

لھذا بچہ اس سے حاصل کرکے شہر میں رکھا جائے گا کیونکہ بچے کا شہر میں رہنا اس کے دین ودنیا دونوں کے لیے بہتر اوراچھا ہے، اوربچے کے خاندان اور نسب کو تلاش کرنے میں زیادہ آسان ہے ۔

لاوارث بچے کی اگر کوئی اولاد نہ ہو تو اس کی وراثت اوراسی طرح اگر اس پر کوئی شخص جرم کرے تو اس کی دیت دونوں چیزیں بیت المال کی ہونگی، اوراگر اس کی بیوی ہو تو اسے ربع یعنی چوتھا حصہ ملے گا ۔

اورلاوارث بچے کا قتل عمد میں مسلمانوں کا امام اس کی ولی بنے گا اس لیے کہ مسلمان اس کے وارث بنتے ہیں اورامام یعنی خلیفہ اورامیر المسلمین ان کا نائب ہے لھذا اسے قصاص اوردیت لینے کا اختیار دیا جائے گا اوردیت بیت المال کی ہوگی، کیونکہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا حکمران اور خلیفہ ولی ہوتا ہے ۔

اوراگراس پر کوئی شخص قتل کے علاوہ کسی قسم کی زیادتی کرے تواس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا تاکہ وہ اس کا قصاص لے سکے یا اس زیادتی کو معاف کردے ۔

اوراگر کوئی مرد یا عورت یہ اقرار کرے کہ لاوارث بچہ اس کا ہے توبچہ اس کی طرف ہی منسوب ہوگا ، اس لیے کہ بچے کی مصلحت اسی میں ہے کہ اس کا نسب مل جائے ، اوراس کا کسی دوسرے کوکوئی نقصان اورضرر نہیں ، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے نسب کا دعوی کرنے والا منفرد شخص ہو ، اوریہ بھی ممکن ہوکہ بچہ اس سے ہو ۔

لیکن اگراس کے نسب کا دعوی کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں توصاحب دلیل کومقدم کیا جائے گا ، اوراگران میں سے کسی ایک کے پاس بھی دلیل نہ ہویا پھر دلائل آپس میں تعارض رکھتے ہوں توبچے کوان کے ساتھ قیافہ لگانے والے پر پیش کیا جائے گا اورقیافے والا بچے کوجس کے ساتھ ملحق کرے گا بچہ اس شخص کی طرف ہی منسوب کیا جائے گا ۔

اس لیے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی صحابہ کرام کی موجودگی میں یہی فیصلہ کیا تھا ، اوراس لیے بھی کہ قیافہ والے قوم میں سب سے زیادہ نسب کو جانتے ہیں ، اوراس میں صرف ایک قیافہ شناس ہی کافی ہوگا ، اوراس میں شرط یہ ہے کہ وہ قیافہ لگانے والا مرد ہواورعادل اوراوراس کے قیافہ کے صحیح ہونے کا تجربہ بھی ہو ۔

واللہ اعلم .